سید اکرام الحق جاوید

مزار کا چراغ نہ جلایا تو چراغِ زندگی گل ہو جائے گا!

جھنگ کے معروف آستانہ شاہ جیونہ کا عرس آج کل میں شروع ہونے والا ہے، لیکن ایک پریشانی ایسی آن پڑی ہے کہ جس سے اس مزار سے وابستہ ہزاروں مریدین اور عقیدت مند خوفزدہ اور سخت پریشانی کا شکار ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ روایات کے مطابق ہر عرس کے موقع پر سجادہ نشین کو ایک چراغ روشن کرنا ہوتا ہے، جو عرس کے دوران دن رات جلتا رہتا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا بہت بڑا چراغ ہے، جس کی بلندی میٹروں میں ہے...... لیکن اس بار دربار کے سجادہ نشین اس چراغ کو روشن نہیں کر سکیں گے۔ سابق وفاقی وزیر سید فیصل صالح حیات، کرپشن، خوردبرد اور ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرنے کے الزام میں گرفتار ہیں اور وہی اس دربار کے سجادہ نشین ہیں۔

سید فیصل صالح حیات اس وقت "نیب" کی حراست میں ہیں، اس لئے وہ اس بار چراغ جلانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ مریدین اور خاندان کے لوگوں کو پریشانی یہ لاحق ہے کہ اگر سجادہ نشین نے مزار کا چراغ روشن نہ کیا تو...... پیر صاحب کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے گا!!! اس امر کا انکشاف اس وقت ہوا جب فیصل صالح حیات نے اپنے وکیل کے ذریعے "نیب" کو یہ درخواست بھجوائی کہ 400 سالہ پرانی روایات اس امر کی گواہ ہیں کہ دو سجادہ نشین اس سے قبل اللہ کو پیارے ہو گئے ___ سبب اس واقعہ کا یہ ہوا کہ انہوں نے مزار کا چراغ نہیں جلایا تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی یہی خدشہ لاحق ہے کہ اگر فیصل صالح حیات چراغ روشن نہیں کریں گے تو اللہ کو پیارے ہو جائیں گے!!! نیک اور برگزیدہ شخص کے ساتھ کون پیار نہیں کرتا۔ وہ جتنا عوام، مریدین اور مخلوق کو پیارے ہیں اتنے ہی وہ خالق کو بھی پیارے ہوتے ہیں اب دیکھیں کہ وہ حکمِ ربی سے اللہ کو پیارے ہوتے ہیں یا عوام کی دعاؤں سے ان کے پیار کے لئے موت کے منہ سے بچ نکلتے ہیں!

"نیب" کی عدالت نے ان کے وکیل کی درخواست مسترد کرتے ہوئے کہا کہ سید فیصل صالح حیات کو پیرول پر رہا نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ اب فیصل صالح حیات کے گرد موت کے آسیب ناچ رہے ہوں گے۔ اور قبر کے اندھیرے دور تک پھیل چکے ہوں گے۔ اس درخواست نے یہ بات بالکل واضح کر دی کہ مذکورہ سجادہ نشین کی زندگی اور اس کی بقاء کا دارومدار اور انحصار مزار کا چراغ روشن کرنے سے وابستہ ہے۔ اگر سید صاحب کے وکیل کی یہ بات مان لی جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ۴۰۰ سال کی "چراغیانہ روایات" کے امین سجادہ نشین کہاں چلے گئے؟ وہ تو ہر سال چراغ جلاتے تھے...... انہیں تو نہیں مرنا چاہیے تھا۔ ممکن ہے کہ قومی احتساب بیورو اس کی کوئی راہ نکال لے

اور کہے کہ دربار کا چراغ اولمپک کی مشعل کی طرح یہیں لے آؤ..... اور دیا سلائی فیصل صالح حیات کے ہاتھ میں دے کر کہے کہ "صالح" انداز میں اسے روشن کر دو تاکہ "حیات" پا سکو۔ فیصل صالح حیات کے بزرگوں کو تو مرنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ وہ تو سارے لوگ چراغ جلاتے رہے ہیں!!!

یہ کتنی لایعنی اور بے معنی سی بات ہے کہ زندگی کا انحصار چراغوں اور مزاروں سے وابستہ ہے جس کا مزار ہے وہ کیوں چراغ سے زندہ نہ رہا؟ حیرانی اس امر کی ہے کہ وہ ملک کہ جس کا آئین صرف اور صرف قرآن و سنت ہے، اس ملک میں قرآن و سنت کی واضح خلاف ورزی کر کے اس کی باقاعدہ تبلیغ کی جاتی ہے، ہمارے ہاں تو قبروں، مزاروں، چراغوں، غلافوں، چادروں، قوالوں، ناچوں، دھمالوں، شرابوں اور عذابوں کو دین کا حصہ بنایا جارہا ہے......

اگر کافروں کو پتہ چل گیا تو وہ قیامت تک کیلئے اس ابد الآباد دین کی "عملی تعبیر" دیکھنے شاہ جیونہ آجائیں گے۔ بی بی سی، وائس آف امریکہ، وائس آف جرمنی اور انڈیا ریڈیو والے اسلام کی حقانیت کو متزلزل ہوتا دیکھنے کیلئے کیا یہ پروپیگنڈہ نہیں کریں گے کہ پاکستان میں موت سے بچاؤ کیلئے نئے طریقے نکل آئے ہیں۔ جیسے تیل کے کنویں نکل آئے ہوں۔ جیسے گیس کے ذخیرے دریافت کر لئے گئے ہوں اور انفارمیشن ٹیکنالوجی میں نئے دروازے کھول لئے ہوں____ کتاب و سنت کی تعلیمات کو آئین کا بنیادی مأخذ قرار دینے والوں کے ملک میں موت کے خدشات کو یوں اعلیٰ سطح پر پھیلا کر کیا قرآنی تعلیمات کا مذاق نہیں اڑایا جارہا ہے؟ کیا یہ آئین کی خلاف ورزی نہیں کہ وحی الٰہی کی سچائی کو پسِ پشت ڈال کر نئے وسوسے، نئے خدشے اور ضعیف العقیدہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے نئے رستے قائم کئے جائیں، جب زندگی اور موت صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جب تک چاہتا ہے زندگی بخشتا ہے، جب چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ اس کو اپنے جن بندوں سے پیار ہوتا ہے، وہ "رفیق الاعلیٰ" سے ملنے پر خوش ہوتے ہیں، اور جن کی زندگی سیاہ کارناموں اور گناہوں کی بدولت باعثِ شرمندگی ہوتی ہے وہ موت سے ڈرتے ہیں۔

فیصل صالح حیات نے یوں بھی زندگی کے ایک ایک روز میں دو، دو تین تین دنوں کے مزے لوٹے ہیں۔ انہوں نے نازو نعم اور اخلاقی پابندیوں کو توڑ تاڑ کر ایسی رنگین زندگی بسر کر لی ہے جو شاید ایک عام شخص چار دفعہ پیدا ہو کر اتنا لطف اندوز نہ ہو سکے۔ چنانچہ اب اگر چراغ نہ جلانے کے باعث ان کی زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں...... تو انہیں چاہیے کہ وہ "نیب" کی قید میں توبہ تلا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ مرنے کا معاملہ ایسے ہی ہے کہ ایک قید سے چھوٹیں گے تو دوسری قید میں پھنس جائیں گے۔ لیکن عوام ان کے بارے میں ایسا گمان نہیں رکھتے۔

شاہ جیونہ دربار کے حوالے سے جو وضاحت آئی ہے اس کے مطابق بھی اگرچہ 400 سال میں کوئی جانشین چراغ نہ جلانے سے فوت نہیں ہوا...... تاہم اس سال خدشہ ہے کہ اگر چراغ جلانے کے بعد منزل پر پہنچنے سے پہلے

بجھ گیا تو جانشین کے مرنے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔

جنرل ضیاء الحق جب سری لنکا کے دورے پر گئے تو وہاں انہیں وہ مندر بھی دکھایا گیا کہ جس میں لگی گھنٹیوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جو بھی حاجتمند ان کو بجائے گا اس کی مرادیں پوری ہو جائیں گی۔ جنرل ضیاء الحق نے ہنستے اور روایتی مسکراہٹ کے ساتھ ان کو بجایا..... اللہ جانے ان کے دل میں کوئی خواہش تھی یا نہیں؟ لیکن جب وہ وطن واپس پہنچے تو راسخ العقیدہ مسلمانوں کے رنجیدہ جذبات کا سامنا نہ کر سکے..... دلوں کی باتیں۔ دلوں کے راز، دلوں میں اٹھنے والے خیالات کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ جبکہ آدمؑ لے کر رحمۃ للعالمین ﷺ تک...... سب انبیاء اور قیامت تک ان کی امتیں اس جہانِ فانی میں نہ رہ سکیں.... تو موت کو کون روک سکتا؟ یہ دیئے یہ چراغ اور ایسی غیر اسلامی دیگر رسومات نہ کچھ بنا سکتی ہیں نہ بگاڑ سکتی ہیں۔ ہر چیز جس کا اختیار ہے اور ہر چیز جس کے قبضہ میں ہے وہ حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ فیصل صالح حیات کو اللہ زندگی دے...... وہ زندگی پا کر اپنے جیونہ کے مزار سے اب ان تعلیمات کو فروغ دیں کہ دیکھو! میں بغیر چراغ جلائے زندہ ہوں۔ زندگی موت ہمارے ہاتھ میں نہیں...... اسکا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہی شاہ جیونہ کی تعلیمات ہیں!!

...... بقیہ: تلخ و شیریں

برابر ہو ہسپتالوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو، سڑکیں کچی ہوں، بے روزگاری عام ہو، جان و مال کسی کی محفوظ نہ ہو، وہاں کروڑوں روپیہ خرچ کر کے مزار بنانے سے بزرگوں کی کیا خدمت ہو سکتی ہے؟ کیا اس سے عوام کی حالت سدھر سکتی ہے؟ ہاں اس مزار سے قبر پرستوں، شرک پرستوں کی ضرور حوصلہ افزائی ہو گی، اگر مزار بنانا، عمارتیں قائم کرنا، اس پر چراغاں کرنا، خانقاہیں بنانا اور گدیاں بنانا کوئی ثواب کا کام ہوتا تو آنحضرت ﷺ اس سے کیوں روکتے؟ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیوں مانگتے: "اے اللہ! میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا"۔ یہ دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کہ نہ وہاں کوئی مزار ہے، نہ کوئی چڑھاوے چڑھاتا ہے، نہ کوئی نذر و نیاز دیتا ہے، نہ کوئی سجدے کرتا ہے، نہ کوئی وہاں گدی نشین ہے، نہ مجاور ہے، نہ کسی کو قبر چاٹنے کی اجازت ہے نہ کسی کو چومنے کی اجازت ہے۔ جنت البقیع میں بڑے بڑے صحابہ کرامؓ آئمہ دینؒ مدفون ہیں، کسی کی قبر پختہ نہیں، اگر کوئی معمولی سا کام کرنے لگتا ہے جس سے شرک کی بو آتی ہے تو انہیں روکنے والے فوراً روک دیتے ہیں۔ بعض دفعہ قبوری مولوی جنہوں نے پوری دنیا میں بزرگوں کی قبروں کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے، اپنی طرف سے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں کہ وہاں فلاں روضہ مسمار کر دیا گیا ہے، فلاں کی بے حرمتی کی گئی، حالانکہ نہ وہاں کوئی پختہ قبر ہے نہ اونچی قبر جسے ڈھایا گیا ہو...... کیا ان بزرگوں سے بھی بڑا کوئی بزرگ ہے جو وہاں مدفون ہیں، ان سے زیادہ بھی کسی نے دینِ اسلام کی خدمت کی ہے۔ اس کے باوجود ان کی قبریں کچی ہیں، ہمارا حکمران طبقہ جنہیں اللہ نے اقتدار دیا ہے وہ توحید کے درخت کی آبیاری کرنے کی بجائے شرک کا کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ لوگوں کو موحد اور توحید پرست بنانے کی بجائے مشرک اور بت پرست بنا رہے ہیں، وہ مساجد تعمیر کرنے کی بجائے مزار بنانے کو ترجیح دے رہے ہیں، وہ مساجد میں رونق بڑھانے کی بجائے مزاروں کی رونق بڑھا رہے ہیں، وہ مسلمانوں کو مجاہد بنانے کی بجائے مجاور بنا رہے ہیں وہ زندوں کی حفاظت کرنے کی بجائے مردوں کی حفاظت کر رہے ہیں وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے قبروں پر خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں، وہ غریبوں کو کپڑے مہیا کرنے کی بجائے مزاروں پر چادریں چڑھا رہے ہیں حالانکہ مسلمان بت شکن ہوتا ہے بت تراش نہیں۔ (بشکریہ: ماہنامہ "صراطِ مستقیم" برمنگھم برطانیہ)